احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

خصوصی اشاعت

جمعرات 24 مئی 2007ء

روزنامہ

الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 C.P.L 29-FD

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعرات 24 مئی 2007ء 7 جمادی الاول 1428 ہجری 24 ہجرت 1386 ہش جلد 57-92 نمبر 114

منشاء الٰہی

حضرت علیؓ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:۔

میری بیعت وہ لوگ کر چکے ہیں جنہوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور بیعت انہی شرائط پر کی ہے جن شرائط پر پہلے خلفاء کی بیعت کی تھی ۔اب لوگوں کو اس فیصلے کو رد کرنے کا اختیار نہیں ۔شوریٰ تو مہاجرین اور انصار کا حق تھا جب وہ ایک شخص پر متفق ہو گئے اور اسے امام بنا لیا تو اسی میں اللہ کی رضا ہے۔

(نہج البلاغہ صفحہ 366 دارالھجرۃ للنشر۔ قم)

جب سب مل جل کر خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت کیلئے دعا کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والی چیز ہوگی

اگر خلافت سے محبت ہے تو اپنی زندگی کو اس نہج پر چلائیں جس پر خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے

جہاں میں اپنے لئے دعا کرتا ہوں، عہدیداروں کیلئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6۔اپریل 2007ء میں فرماتے ہیں:۔

دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعاگو رہوں کیونکہ جماعت اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں اُس طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ جب سب مل کر خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگ رہی ہوں گی۔ تو جب ایک سمت میں چل رہی ہوں گی تو دعائیں کرنے والوں کی سمتیں بھی ایک طرف چلتی رہیں گی۔ ان کو بھی یہ خیال رہے گا کہ جب ہم دعا کر رہے ہیں تو ہمارے عمل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں۔ اس سمت میں جارہے ہوں جہاں خلیفۂ وقت اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں جانا چاہئے یا خلیفۂ وقت اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں لے جانا چاہتا ہے اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

پس اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔

دیکھیں جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سُبکی ہو۔ نگران کا، ان کے ان جذبات کو ابھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے، ایک کام ہے۔ پس ہر فرد جماعت جو حضرت مسیح موعود کی جماعت سے منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کی طرف منسوب ہو کر آپ کو بدنام نہیں کرنا۔ اس بات کا حضرت مسیح موعود نے خود بھی اظہار فرمایا ہے۔ مفہوم یہی ہے جو میں نے بیان کیا، الفاظ ذرا مختلف ہیں۔

اسی طرح امام کی نگرانی کے ضمن میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ آجکل یا یوں کہنا چاہئے جماعت میں امام یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں عہدیداران متعین ہیں، ان کا بھی فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی موقع پر اپنے پر یا اپنے عزیزوں پر بھی زد پڑتی ہو تو اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے تاکہ اس نگرانی میں خلیفۂ وقت کی بھی احسن رنگ میں مدد کر سکیں۔ تاکہ جزا سزا کے دن اس کو سرخرو کروانے والے بھی ہوں۔ ہر عہدیدار کے عمل جہاں براہ راست اس کو جوابدہ بناتے ہیں اور ہر عہدیدار اپنے دائرے میں جہاں نگران ہے وہ ضرور پوچھا جائے گا۔ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ اس لحاظ سے بھی ذمہ دار ہیں، اس لئے کبھی یہ نہ سوچیں کہ کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کو اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے، رکھ سکتے ہیں آپ، لیکن جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے خدا تعالیٰ ہے، اس کو اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ پس ہر عہدیدار کی دوہری ذمہ داری ہے، اس کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا دعا ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلانے والی ہے اور چلا سکتی ہے کہ اپنے ذمہ داری کو دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک میری ذات کا سوال ہے۔ میں جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہوں عہدیداروں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ انصاف پر قائم رکھتے ہوئے، سیدھے راستے پر چلائے۔ کبھی ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کا اثر پھر آخرکار یا نتیجتاً مجھ پر بھی پڑے۔ یہاں جماعت کو بھی یہ توجہ دلا دوں کہ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح حق ادا نہیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خادم مالک کے مال کا نگران ہے۔ اگر آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے اسے ادا نہیں کر رہے جو خلیفۂ وقت نے آپ کے سپرد کی ہے۔ اس کی صحیح ادائیگی نہ کرکے آپ بھی اس مال کی نگرانی نہ کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ جب خلیفۂ وقت نے آپ سے مشورہ مانگا ہے تو اگر آپ صحیح مشورہ نہیں دیتے تو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو منتخب نہیں کرتے جو اس کام کے اہل ہیں جس کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے، اگر ذاتی تعلق، رشتہ داریاں اور برادریاں آڑے آ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں کہ تؤدوا الامانات الی اھلھا ۔یعنی تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو جو ہمیشہ عدل پر رہنے والے ہوں اور اس اصول پر چلنے والے ہوں کہ جب بھی فیصلہ کرنا ہے تو اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْل کہ انصاف سے فیصلہ کرو جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرو۔ اگر نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہاں داؤ چل گیا تو آگے بھی اسی طرح چل جائے گا۔ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ جزا سزا کے دن تم پوچھے جاؤ گے۔ (روزنامہ الفضل 22 مئی

اہم نوٹ: اس شمارے میں خالی صفحات پر اشتہارات ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

خلافت کی عظمت و اہمیت

خلیفہ کے معنی

''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد نمبر 2 ص 666)

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا ہے

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 524)

نزول رحمت کا طریق

حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد اور نظام قدرت ثانیہ کے ظہور کی واضح خبر دیتے ہوئے یکم دسمبر 1888ء کو پیشگوئی فرمائی۔

''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں''۔

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 462)

مقام خلافت کی تجلیات

''............ جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہاء تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائے گا اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت محقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اولین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔''

(ترجمہ: از خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 38 تا 41)

خلافت میں شجاعت و فراست کی روح

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 185)

نظام خلافت دائمی ہے

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں .... پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف ...... تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس ...... کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ہے۔......

کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ......

خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو''۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 354,353)

''اس بات کو عقل ضروری تجویز کرتی ہے کہ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے، نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی، اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے احکام الٰہی ان سے منع کرتے ہیں۔ لہٰذا عندالعقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں، یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پر فیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچاویں جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے وارث جو انہیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں، اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں۔ ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہئیں، تا انسان جو مغلوب شبہات و نسیان ہے ان کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آ جاتے ہیں، پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 345)

جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے............ پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں (-) (النور: 56) یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے (-) وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا............ ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیوں کر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ (-) خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 351 تا 353)

خدا تعالیٰ کی سنت

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔...... (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے...... لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے۔ تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے...... پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنی اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔''

(الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304-308)

(مرسلہ: حبیب الرحمان زیروی صاحب)

خلافت درمیاں رکھنا

چمن میں رنگ و بُو اس سے گلوں کی ہر نمُو اس سے
بہاروں کو دوام اس سے گلستاں کا نظام اِس سے
اِسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

عنادل کا ملن اس سے اخوت کا چلن اس سے
وفا کا بھی شعار اس سے ہے باہم اعتبار اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

ہے باہم ربط جاں اس سے محبت درمیاں اس سے
ہے وحدت سرخرو اس سے سبھی ہیں قبلہ رُو اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

خدا کی جستجو اس سے عبادت کی بھی خُو اس سے
خدا کی ہر عطا اس سے در مولیٰ ہے وا اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

منازل کا دھیاں اس سے رواں ہے کارواں اس سے
سماں بھی پُر بہار اس سے سفر ہے خوشگوار اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

سجی ہے بزم نو اس سے چلے گا نظم نو اس سے
وابستہ ہر امید اس سے ظفر کی ہے نوید اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

اداء رزم بھی اس سے ضیاء بزم بھی اس سے
عمل بھی بامراد اس سے تمنائیں بھی شاد اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

حافظ عطاء کریم شاد

خلافت کی برکات اور دعاؤں کی قبولیت کا ایک نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ بھارت 2005ء کے دوران

قادیان سے ایم ٹی اے پر Live نشریات

مکرم مولانا برہان احمد ظفر صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ''میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

جس زمانہ کا یہ الہام ہے اس زمانہ میں کوئی تصوّر بھی نہیں کرسکتا تھا کہ حضرت امام باقر رحمہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق کہ:

''امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا۔ اس کی آواز مشرق میں بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا''۔

(المہدی الموعود المنتظر عند علماء اھل السنہ والا مامیۃ 482)

جدید ایجادات کے ذریعہ انوکھے رنگ میں پورا ہوگا۔

1992ء کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان پیدا کردیئے کہ جماعت کے چوتھے خلیفہ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی کہ سیٹلائٹ کے ذریعہ اپنا پیغام ساری دنیا تک پہنچائے اور نہ صرف پیغام پہنچانے کا انتظام ہوا بلکہ ظاہری طور پر بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ دنیا کا مومن اپنے امام کو دیکھ سکتا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے M.T.A جس رنگ میں ترقی پا چکا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء کے جلسہ قادیان میں شامل ہونے کا جب ارشاد فرمایا تو اس خوشخبری کے ساتھ ہی قادیان سے پورے جلسہ کو M.T.A پر Live نشر کرنے کی غرض سے کوششیں شروع ہو گئیں ۔ہندوستان سے UP LINK کرنے والی کمپنیوں سے رابطہ کیا گیا اور بہت جلد ہی ہمارا N.S.T.P.L والوں سے معاہدہ ہوگیا جو کہ JAIN T.V والوں کے توسط سے کام کرتے ہیں۔ پروگرام کرنے کے سلسلہ میں سب سے اہم مرحلہ Broadcasting منسٹری سے اجازت حاصل کرنا تھا اس غرض کیلئے ماہ جولائی میں ہی درخواست کر دی گئی اور اجازت حاصل کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی رہی انتہائی کوشش کے بعد وہ دن آن پہنچا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دہلی تشریف لے آئے۔ بڑی فکر مندی تھی کہ آخر جلسہ سالانہ قادیان کس طرح Live دکھایا جائے گا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قادیان روانہ ہونے میں صرف ایک دن باقی تھا اور ابھی تک اجازت نامہ ہاتھ نہ آیا تھا اور نہ ہی کوئی امید دکھائی دیتی تھی۔ اس طرح محترم اجے جین صاحب جو کہ JAIN T.V والوں کی طرف سے کام کر رہے تھے نے مشورہ دیا کہ اب صرف ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ ہم JAIN T.V والوں کو کہیں گے کہ وہ اپنے لائسنس پر ہمارا پروگرام اپ لنک کریں اور وہاں اُن کے تعاون سے M.T.A پر ایک لائن ڈال کر Live نشر کردیا جائے کہ یہ JAIN T.V کے تعاون سے دکھایا جارہا ہے۔ اِس صورت کے سوا کوئی صورت نہ تھی۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ معاملہ رکھا گیا تو خاکسار کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلب فرمایا۔ بڑی پریشانی تھی 14 دسمبر کا دن تھا۔ اور 15 دسمبر کو حضور انور قادیان تشریف لے جارہے تھے 16 دسمبر کو پہلا خطبہ جمعہ قادیان سے Live نشر ہونا تھا جب خاکسار دُعا کرتا ہوا حضور انور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ آپ اس وقت تک قادیان نہ جائیں جب تک پروگرام Live نشر کرنے کی اجازت نہیں ہوجاتی اور فرمایا کہ دُعا بھی کریں اور ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے جائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے ساتھ خاکسار کو رخصت کیا۔ میری پریشانی کا جو عالم تھا وہ میں ہی جانتا تھا۔ یا میرا خدا۔

خاکسار دعاؤں کے ساتھ جب مشن ہاؤس سے روانہ ہوکر JAIN والوں کے دفتر پہنچا تو وہ بھی میری پریشانی کو جان گئے اور بس یہ امید دلانے لگے کہ پروگرام ہر صورت میں ہوگا۔ اس پر وہاں بیٹھ کر ہی جین ٹی وی والوں کا توسط اختیار کرنے کیلئے معاہدہ لکھنا شروع کیا اور منسٹری کیلئے بھی ایک خط لکھا کہ ہم جین والوں کے توسط سے پہلا پروگرام دکھائیں گے۔

اسی دوران خاکسار نے ہوم منسٹری میں جناب L.C.Goel صاحب سے بات کی کہ ہمارا پروگرام ہونے میں صرف ایک دن باقی ہے۔ ہماری اجازت کی کارروائی کہاں تک پہنچی ہے۔ اس پر موصوف نے کہا کہ آپ اس سلسلہ میں رنجنی کمار سے بات کریں موصوف INSAT ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں جب خاکسار نے اُن سے بات کی تو اُنہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہوم منسٹری سے ہمیں فون آگیا ہے کہ اجازت دے دی جائے مگر ابھی اُن کی طرف سے چِٹھی نہیں آئی ہے۔ چٹھی کے آنے پر کارروائی ہوگی۔ خاکسار نے جب یہ بات سنی تو خدا کی حمد میں میرے آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے کہ سبحان اللہ خلیفہ وقت کی دُعاؤں اور توجہ میں کیا اثر ہے کہ جس کی گھنٹہ پہلے تک کوئی امید تک نہ تھی وہ ایک توجہ کے نتیجہ میں کام ہوگیا۔

خاکسار نے یہ خوشخبری تین بجے شام کے وقت بذریعہ فون ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن کو دی جو کہ حضور انور کے ساتھ ہی لال قلعے گئے ہوئے تھے موصوف نے حضور انور کی خدمت میں یہ خوشی کی خبر پہنچائی۔ شام پانچ بجے کے قریب Insat میں اجازت نامہ دینے کی چٹھی بھی آگئی۔ جن پر 14ر دسمبر 2005ء کی تاریخ درج تھی اور بفضل اللہ تعالیٰ مورخہ 15ر دسمبر 2005ء کو ہمیں اجازت نامہ حاصل ہوگیا۔ اجازت نامہ ملنے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور انور نے بھی اس سلسلہ میں اپنے خطاب میں ذکر فرمایا تھا۔

الغرض 16ر دسمبر 2005ء کا مبارک دن ہے کہ جس دن ایک غیر معروف بستی قادیان سے خلیفہ وقت کی آواز ساری دنیا کو سنائی دی۔ یہ ساری جماعت احمدیہ کیلئے ایک خوشی کا موقعہ تھا عید کا دن تھا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے مسکن کو ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بنادیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان سے جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کا پروگرام Live نشر ہوا اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پانچ خطبات جمعہ اور ایک عید کا خطبہ جمعہ بھی Live نشر ہوا۔ الحمدللہ۔

پس اس لحاظ سے 2005ء کا سال جماعت احمدیہ کیلئے اور پھر قادیان والوں کیلئے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کو لے کر آیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اِس سال کے فیض کو ہمیشہ جاری رہنے والا چشمہ بنادے۔ آمین اور اِس کام کو کامیابی کے ساتھ چلانے والوں کیلئے ہمارے ساتھ لندن کی M.T.A کی ٹیم موجود تھی جس میں چیئرمین M.T.A محترم نصیر احمد شاہ صاحب بنفس نفیس موجود تھے اُن کی ٹیم میں مکرم منیر احمد صاحب عودہ، مکرم عامر احمد صاحب اور مکرم ندیم کرامت صاحب قابل ذکر ہیں جبکہ ربوہ سے آنے والی M.T.A کی ٹیم نے بھی اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے بہت ساتھ دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں تعاون کرنے والے تمام کارکنوں کو اجرِ عظیم عطا کرے اور اپنی رحمتوں اور فضلوں سے اُن کو نوازے۔

(سووینئر قادیان 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عشق قرآن کا ایک پہلو

درس قرآن و حدیث۔ جو جماعت میں ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا

عبدالسمیع خان

قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دل کی غذا تھا۔ اس کے علوم و معارف کی اشاعت کے لئے آپ ساری زندگی کوشاں رہے۔ ایک بار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے تو فرمایا:

مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو۔

(الحکم 7 جولائی 1911ء ص 2 کالم 3)

عام جماعت کو بھی یہی نصیحت فرماتے تھے۔

قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ (الحکم 21 جنوری 1911ء ص 8 کالم 3)

تعلیم القرآن کی اس تحریک پر سب سے زیادہ اور عارفانہ عمل آپ ہی کا تھا۔ آپ خلافت سے پہلے بھی مسلسل قرآن کا درس دیتے تھے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد باوجود بے پناہ ذمہ داریوں کے قرآن کو آپ کی مصروفیات میں اولیت حاصل رہی اور قرآن کا درس دینے کے لئے ہمیشہ جوان اور مستعد رہے۔

فرماتے تھے:

"قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے انف محبوب نظر آتے ہیں اور میرے منہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور میرے سینہ میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں"۔

(بدر 19 اکتوبر 1911ء ص 3 کالم 2)

روح پرور درس

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت خلیفہ اول کے درس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

"یہ درس بیت اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا اور اوائل زمانہ میں کبھی کبھی خود حضرت مسیح موعود بھی اس درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کے درس میں اعلیٰ درجہ کی علمی تفسیر کے علاوہ واعظانہ پہلو بھی نمایاں ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ کا قاعدہ تھا کہ رحمت والے واقعات کی تشریح کر کے نیکی اور انابت الی اللہ کی رغبت دلاتے اور عذاب والے واقعات کے تعلق میں دلوں میں خشیت اور خوف پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور آپ کا درس بے حد دلچسپ اور ہر طبقہ کے لئے موجب جذب و کشش ہوا کرتا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کے علم التفسیر کا ایک کثیر حصہ بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات اور انکشافات پر مبنی ہے اور آپ کے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جس کا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا ساکن اور عمیق اور اس میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی لے رہا ہے۔ درس کے دوران میں بعض دفعہ سوال بھی کیا کرتے تھے اور حضرت خلیفہ اول ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ ہر سوال کا جواب دیتے تھے اور مخاطب کے مذاق اور حالات کے پیش نظر کبھی کبھی کوئی نہ کوئی لطیفہ بھی بیان کر جاتے تھے۔ مگر بعض اوقات جب آپ کو سوال کرنے والے میں بلا وجہ سوال پوچھنے کا میلان محسوس ہوتا تھا یا آپ خیال کرتے تھے کہ سوال ایسا ہے کہ وہ خود توجہ دے کر اس کا جواب سوچ سکتا ہے تو ایسے موقعہ پر یا تو خاموشی کے ساتھ گزر جاتے تھے اور یا کہہ دیتے تھے کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے خود سوچو۔ افسوس ہے کہ اس وقت کے نوٹ لینے والوں نے آپ کے اس درس کے نوٹ قلمبند نہیں کئے اور آپ کی تفسیر کا معتد بہ حصہ ضبط تحریر میں نہیں آسکا۔ ہاں سننے والوں کے سینے اب تک اس بیش بہا خزانہ کے امین ہیں اور ہر احمدی تفسیر میں حضرت خلیفہ اول کے علم کی روشنی نظر آتی ہے۔ خاکسار راقم الحروف نے بھی جبکہ میں بی اے میں پڑھتا تھا۔ تعلیم کا سلسلہ درمیان میں چھوڑ کر حضرت خلیفہ اول سے قرآن شریف پڑھا اور پورا قرآن شریف ختم کر کے پھر اپنی تعلیم کی طرف لوٹ آیا یہ بھی ایک پبلک درس تھا۔ جس میں بہت سے دوسرے دوست بھی شریک ہوتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کے قرآن کے درس کا نمایاں رنگ یہ ہوتا تھا کہ گویا ایک عاشق صادق اپنے دلبر و معشوق کو سامنے رکھ کر اس کے دلربا حسن و جمال اور دلکش خدوخال کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اللہ اللہ کیا مجلس تھی اور اس مجلس کا کیا رنگ تھا"۔

(الفضل 6 دسمبر 1950ء)

قرآن ہی سنایا کروں

1908ء میں اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر دوران تقریر آپ نے فرمایا کہ کرزن گزٹ (دہلی) نے حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے تو کچھ ہوگا نہیں ہاں یہ ہے کہ تمہیں کسی بیت الذکر میں قرآن سنایا کرے۔ سو خدا کرے یہی ہو میں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں۔

اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات پڑھ کر ان کی لطیف تفسیر فرمائی اور آخر میں عربی زبان کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں عربی سے کیا ہوتا ہے میں کہتا ہوں عربی سے قرآن شریف آتا ہے۔ عربی سے محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ عربی سے ابوبکر و عمر و تبع تابعین کی قدر کو پہچانا جاتا ہے۔

(بدر 7 جنوری 1909ء ص 9،5)

روزانہ 3 پارے

1908ء کے رمضان میں آپ نے اعتکاف کیا۔ آپ ان دنوں روزانہ 3 پاروں کا درس دیتے تھے۔ صبح سے ظہر تک، پھر ظہر سے عصر تک اور عصر سے عشاء کی نماز تک قرآنی علوم کے خزانے لٹاتے تھے۔ مشکل مقامات کی تفسیر فرماتے اور سوالوں کے جواب بھی عنایت فرماتے۔ (بدر 23 اکتوبر 1908ء ص 8)

1910ء میں آپ نے بیت نور کی تکمیل پر 22 اپریل کی عصر کی نماز پڑھا کر اس کا افتتاح کیا اور اس کے بعد سورۃ انبیاء کے چھٹے رکوع کا درس بھی دیا۔

(بدر 5 مئی 1910ء ص 2۔ الحکم 14 اپریل 1910ء ص 15،13)

قرآن کریم کے ساتھ آپ کو جو عشق رسول کریم ﷺ سے تھا اس کا غیر معمولی اظہار درس حدیث سے ہوتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کے علاوہ کئی بار بخاری شریف کا درس بھی دیا۔

حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو قرآن شریف اور صحیح بخاری کا ترجمہ پڑھایا اور فرمایا میاں جو کچھ ہے انہی میں ہے۔

خصوصی درس

یہ بھی ایک رنگ کا درس ہی تھا بعد میں بھی متعدد مواقع پر آپ نے مختلف اشخاص کے لئے درس کا اہتمام فرمایا۔

1910ء کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ روزانہ تین دفعہ درس دیتے تھے۔ اخبار بدر لکھتا ہے کہ حضور آجکل تین درس دیتے ہیں۔ بعد از نماز صبح بیت الذکر میں پہلے صاحبزادہ شریف احمد صاحب کو، پھر چند گریجوایٹ ہیں۔ مثلاً شیخ تیمور صاحب ایم اے۔ ان کو قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ یہ درس خصوصیت سے لطیف ہوتا ہے۔ بخاری کا درس بھی شروع ہے۔

(بدر 12 مئی 1910ء ص 2 کالم 1)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے لئے 1913ء میں بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے قرآن مجید کا ایک درس دینا شروع فرمایا۔ جس میں دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہونے کی اجازت دی گئی۔ علاوہ ازیں ایک درس بعد نماز عصر اور دوسرا بعد از نماز مغرب بھی جاری تھا۔

(بدر 27 فروری 1913ء ص 19)

الحکم 1913ء سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول قرآن مجید کا درس پانچ مرتبہ دے رہے تھے اور آپ نے مارچ 1913ء سے قرآن کے درس سے پہلے بخاری کا بھی عام درس شروع فرما دیا اور ایڈیٹر الحکم شیخ یعقوب علی صاحب تراب حضرت کے حکم سے اسے مرتب کرنے لگے۔ یہ درس کئی ماہ تک اخبار بدر میں بطور ضمیمہ چھپتا رہا۔

(الحکم 7 مارچ 1913ء ص 10 کالم 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

"جلسہ سالانہ 1913ء کے چند ہی دن بعد حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہوگئے اور آپ کی علالت روز بروز بڑھنے لگی۔ مگر ان بیماری کے دنوں میں بھی آپ تعلیم کا کام کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن شریف کے بعض مقامات کے متعلق آپ سے سوال کرتے اور آپ جواب لکھواتے اور کچھ اور لوگوں کو بھی پڑھاتے۔ ایک دن اسی طرح پڑھا رہے تھے۔ مسند احمد کا سبق تھا۔ آپ نے پڑھاتے پڑھاتے فرمایا کہ مسند احمد حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ بخاری کا درجہ رکھتی ہے مگر افسوس ہے کہ اس میں بعض غیر معتبر روایات امام احمد بن حنبل کے ایک شاگرد اور ان کے بیٹے کی طرف سے شامل ہو گئی ہیں جو اس پایہ کی نہیں ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اصل کتاب کو الگ کر لیا جاتا مگر افسوس کہ یہ کام میرے وقت میں نہیں ہوا اب شاید میاں کے وقت میں ہو جائے۔ اتنے میں مولوی سید سرور شاہ صاحب آگئے۔ آپ نے ان کے سامنے یہ بات دوہرائی کہ ہمارے وقت میں تو یہ کام نہ ہو سکا۔ آپ میاں کے وقت میں اس کو پورا کریں۔ یہ بات وفات سے دو ماہ پہلے فرمائی"۔

(آئینہ صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 ص 229)

چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی تدوین کا کچھ کام خلافت ثانیہ میں ہوا۔

حضور کی تمنا تھی کہ احباب کرام خود بھی قرآنی معارف کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔ چنانچہ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے سوال پر فرمایا کہ خود غور کر کے جواب تلاش کرو۔

تدبر کی عادت ڈالی

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے اسماء، افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآن مجید کی خدمت اور اس پر غور و فکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔

مولوی ارجمند خانصاحب کا بیان ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارہواں پارہ

آیا جو میں نے پیش کر دیا۔

ایک بار آپ نے 12 دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کر لیں۔ اس طرح سب مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 ص 101)

اشاعت قرآن وحدیث

قرآن وحدیث سے حضور کی محبت کا پرتو تھا کہ احباب جماعت کے دل میں خدمت قرآن کے نئے ولولے جنم لیتے تھے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے 1913ء میں جماعت کی طرف سے قرآن مجید کے مستند اردو ترجمہ اور بخاری اور دوسری دینی کتب کے تراجم شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی اور حضرت خلیفہ اول سے درخواست کی کہ آپ مجھے ترجمہ اور نوٹ عنایت فرماویں نیز کچھ روپیہ بھی بخشیں۔ حضرت خلیفہ اول نے اس تحریک پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے، اعانت کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا یہ مبارک تحریک ہے اللہ تعالیٰ اس کو مثمر ثمرات برکات کرے آمین۔ خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ بقدر طاقت امداد کو حاضر ہے۔

(بدر 18 ستمبر 1913ء ص 4،3)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے نام پر نور فاؤنڈیشن قائم فرمائی جو احادیث کی مستند کتب کے تراجم شائع کر رہی ہے۔

آپ کے نزدیک قرآنی علوم و معارف کے خزانے لافانی تھے اس لئے کسی درس میں ان کو سمیٹنے کا کوئی سوال نہیں تھا اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا ضروری تھا۔

ایک بار ختم قرآن کے موقعہ پر آپ درس دینے کے لئے بیت الذکر میں کھڑے ہوئے سامنے ایک بڑی چادر میں بتاشے رکھ دیئے گئے۔ حضور نے درس دیتے ہوئے فرمایا۔ ان کو اٹھا لو۔ تمہیں ختم قرآن کی خوشی ہے اور نور الدین کو غم ہے کہ پھر زندگی میں قرآن مجید ختم کرنا نصیب ہوگا یا نہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 559)

قادیان کا رمضان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے خلافت اولیٰ کے دوران 1912ء کے ماہ رمضان میں اہل قادیان کے قرآن کریم سے عشق و محبت کا نقشہ عجیب انداز سے کھینچا ہے فرماتے ہیں۔

قادیان کا رمضان قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ تہجد کے وقت بیت مبارک کی چھت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ صوفی تصور حسین صاحب خوش الحانی سے قرآن شریف تراویح میں سناتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب بھی قرآن شریف سننے کے لئے اسی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ تراویح ختم ہوئیں تو تھوڑی دیر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کی آواز بلند ہوتی ہے۔ زاہد و عابد تو تہجد کی نماز کے بعد نداء فجر کی انتظار میں جاگ ہی رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے بھی بیدار ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے لحن میں کسی محبوب کی آواز کی خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطر کرتے ہوئے فریضہ صلوٰۃ فجر کو ادا کرتے ہیں۔ جس کے بعد بیت کی چھت قرآن الفجر کے محبین سے گونجنے لگتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح جلد اپنے مکان کے صحن میں درس دینے والے ہوتے ہیں اس واسطے ہر طرف سے متعلمان درس بڑے اور چھوٹے بچے اور بوڑھے، پیارا قرآن بغلوں میں دبائے حضرت کے مکان کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں صحن مکان بھر جاتا ہے۔ حضرت کے انتظار میں کوئی اپنی روزانہ منزل پڑھ رہا ہے۔ کوئی کل کے پڑھے ہوئے کو دہرا رہا ہے۔ کیا مبارک فجر ہے مومنوں کی۔ تھوڑی دیر میں حضرت کی آمد اور قرآن خوانی سے ساری مجلس بقعہ نور نظر آنے لگتی ہے۔ نصف پارہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ تفسیر کی جاتی ہے سائلین کے سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ تقویٰ و عمل کی تاکید بار بار کی جاتی ہے۔ لطیف مثالوں سے مطالب کو عام فہم اور آسان کر دیا ہے۔ اس کے بعد اندرون مکان میں عورتوں کو درس قرآن دیا جاتا ہے۔ پھر ظہر کے بعد سب لوگ بیت اقصیٰ میں جمع ہوتے ہیں وہاں حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے جاتے ہیں اور صبح کی طرح وہاں پھر درس ہوتا ہے۔ بعد عشاء بیت اقصیٰ میں حافظ جمال الدین صاحب تراویح میں قرآن شریف سناتے ہیں اور حضرت کے مکان پر حافظ ابو اللیث محمد اسمٰعیل صاحب سناتے ہیں۔ غرض اس طرح قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور سننے کا ایسا شغل ان ایام میں دن رات رہتا ہے کہ گویا اس مہینہ میں قرآن شریف کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے دردمند دل کی دعاؤں کے ساتھ قرآن شریف سناتے ہیں۔ درس کے بعد سامعین کے واسطے دعائیں کرتے ہیں"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 603)

دار القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو قرآن کریم کی تعلیم و اشاعت کا جوش فطرتاً عطا ہوا تھا اور ہمیشہ قرآن کریم کا درس دیتے رہتے تھے جو عموماً بیت اقصیٰ میں ہوتا تھا مگر آپ کی خواہش تھی کہ ایک خاص کمرہ اس مقصد کے لئے بنایا جائے جو صرف درس قرآن کے لئے وقف ہو۔ اس کمرہ کے لئے حضرت اماں جان نے زمین کا ایک قطعہ دینے کا وعدہ کیا۔

اس کمرہ کی تعمیر کے لئے جماعت میں مالی تحریک بھی کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں:

جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ دار القرآن دراصل مدرسہ تعلیم القرآن کا مقدمہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دیرینہ خواہش ہے کہ قرآن مجید کے نہایت اعلیٰ معلم موصل وغیرہ سے منگوائے جائیں۔ اس وقت تک ہر چند یہاں قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کی طرف توجہ ہے لیکن پھر بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ حفظ قرآن اور تعلیم قراءت کا کوئی انتظام نہیں۔ الحکم میں پچھلے دنوں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو اس ضرورت کی طرف توجہ بھی دلائی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ خواہش اس رنگ میں پوری ہونے لگی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو یہ خدمت سپرد کی ہے کہ وہ اس دار القرآن کی تعمیر کا کام شروع کر دیں۔ اس کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ ...... چندہ کی فہرست کھول دی گئی ہے۔ ایڈیٹر الحکم چاہتا ہے کہ اس کے ناظرین اس کار خیر میں کم از کم اڑھائی ہزار جمع کر دیں اور یہ رقم خریداران الحکم کی طرف سے دار القرآن کے لئے دی جاوے۔

(الحکم 21 فروری 1913ء ص 3)

مگر بعد میں حضور کی ہدایت پر یہ طے پایا کہ موجودہ بیت اقصیٰ میں ہی ایک بڑا کمرہ تیار کروالیا جائے جو درس کے کام بھی آسکے اور نمازی بھی اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تعمیل میں حضرت میر صاحب موصوف نے وہ ہال کمرہ بنوا دیا۔

(حیات نور ص 605)

ناغہ نہ ہو

حضور تیز بخار میں بھی درس کا ناغہ نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ بیت اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک آپ کو شدید ضعف ہو گیا بیٹھ گئے، پھر لیٹ گئے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی۔ چارپائی پر اٹھا کر لائے۔ مگر راستہ میں جب بیت مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لے جاؤ بیت الذکر میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام بیت کی چھت پر پہنچ کر نماز پڑھی اور باوجود اس تکلیف کے نماز مغرب کے بعد ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے۔ (بدر 10 اپریل 1913ء ص 10 کالم 1)

حضور 1910ء میں گھوڑے سے گرے۔ جبکہ آپ کی عمر 70 برس کی تھی۔ آپ کو سخت جسمانی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر کچھ یاد رہا تو صرف قرآن تھا۔ گھوڑے سے گرنے کے کچھ وقت بعد آپ نے فرمایا کہ کوئی حافظ ہے تو قرآن سنائے چنانچہ پہلے حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب نے پھر حافظ سید عزیز اللہ شاہ صاحب نے قرآن پڑھا۔ حضور نے فرمایا مجھے آپ کے والدین پر رشک آتا ہے کہ کیسی نیک اولاد اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 333)

قرآن سے عشق کا جو جذبہ ابتداء سے آپ میں موجزن تھا۔ وہ اس بیماری میں عروج تک پہنچ گیا۔ چنانچہ ان دنوں آپ کا سب سے محبوب مشغلہ قرآن مجید پر غور و تفکر تھا۔ آپ لیٹے لیٹے قرآن مجید کے مضامین پر غور فرماتے تھے۔ ایک دن نماز مغرب کی نیت باندھی اور ساتھ ہی قرآنی آیت پر غور شروع ہو گیا۔ قریباً دو گھنٹے اسی حالت میں گزر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔ کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔

(الحکم 7 ستمبر 1910ء ص 4 کالم 3)

مگر یہ عجیب کمال ہے کہ آپ نے اس دوران میں کوئی نماز قضا نہیں ہونے دی۔

(الحکم 21 جنوری 1911ء ص 8 کالم 2)

ابتداء میں جب بیماری کی تکلیف زیادہ تھی آپ حافظ محمد ابراہیم صاحب اور قاری محمد یٰسین صاحب وغیرہ دوستوں سے قرآن مجید ذوق وشوق سے سنتے۔ ایک روز آپ پر سخت رقت طاری ہوئی اور رو پڑے نیز فرمایا کہ کیا قادیان میں کوئی حافظ نہیں ہے؟ کوئی مجھ سے قرآن نہیں سنتا اور نہ سناتا ہے۔

یہ تو مرض کے ابتدائی ایام کی بات ہے جب قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے لیٹے لیٹے قرآن مجید سنانا اور درس دینا شروع کر دیا۔ ڈاکٹروں نے اس پر عرض کیا کہ اس سے بیماری پر اثر پڑے گا، تو آپ نے فرمایا نور الدین کو درس قرآن سے مت روکو یہ نور الدین کی غذا ہے۔ چنانچہ آپ بیماری کی حالت میں شیخ محمد تیمور صاحب اور ایک غیر احمدی مولوی محمد شفیق کو قرآن شریف اور حدیث پڑھاتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 334)

سلسلہ جاری رہے

آپ کی بیماری سے جماعت کو جو نقصان پہنچا اس میں آپ کے درس قرآن کی محرومی سب سے بڑا نقصان تھا۔ جس کا آپ کو خود بھی بہت احساس تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو حکم دیا کہ عصر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا کریں اور اگر وہ کسی وجہ سے نہ دے سکیں تو مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب درس دیں اگر وہ بھی نہ دے سکیں تو قاضی امیر حسین صاحب درس دیں چنانچہ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے 13 فروری 1911ء سے درس شروع کر دیا۔

(الحکم 14 فروری 1911ء ص 4 کالم 1)

حفاظ بلا کر قرآن مجید سننے کا مشغلہ بیماری کے دنوں میں صبح شام رہا۔ قرآن مجید کے علاوہ آپ بخاری شریف اور عمدۃ الاحکام بھی سنتے رہتے۔

(الحکم 7 دسمبر 1910ء ص 5 کالم 2)

یہاں پر یہ ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی روحانی توجہ اور بار بار ترغیب کے نتیجہ میں جماعت کے اندر قرآن کریم کا درس دینے اور درس سننے کا خاص ذوق پیدا ہو گیا تھا قادیان میں حضور کے علاوہ درس دینے والوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام نامی بہت نمایاں تھا۔

فروری 1910ء سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے نماز مغرب کے بعد قرآن مجید کا درس دینا شروع فرمایا۔

(الحکم 21 فروری 1910ء ص 5 کالم 3)

وسط 1913ء سے آپ دن میں دو دفعہ درس دینے لگے یعنی فجر اور ظہر کے بعد۔

(الفضل 18 جون 1913ء ص 1)

حضرت خلیفہ اول کے درس قرآن کے بعد قادیان کے روحانی تحفوں میں یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی جسے حاصل کرنے کے لئے احمدی بڑے اشتیاق سے حاضر ہوتے تھے۔

اس کے علاوہ بھی سیدنا محمود نے نوجوانوں کے لئے کئی بار مختلف قسم کی تربیتی کلاسز کا انعقاد فرمایا۔ مثلاً 1910ء میں آپ نے سکولوں اور کالجوں کی تعطیلات کے دوران قادیان آنے والے طلباء کے لئے ایک تربیتی کلاس کا اجراء فرمایا۔ کلاس کے نصاب میں قرآن وحدیث اور بعض قصائد شامل تھے۔ آپ نے ان کو بڑی محنت سے پڑھایا اور عربی و دینی علوم سے متعارف کیا۔ (بدر 12 مئی 1910ء ص 2 کالم 1)

بیماری سے صحت یاب ہونے کے باوجود حضرت خلیفہ اول کی صحت بحال نہیں ہوسکی تھی اور زیادہ کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ مگر آپ کے دینی مشاغل پورے زور شور سے جاری تھے۔ آپ نے جلسہ سالانہ (1913ء) پر ابھی ابتدائی کلمات ہی کہے تھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور تقریر مکمل کئے بغیر واپس تشریف لانا پڑا۔

(الفضل 12 دسمبر 1935ء ص 6 کالم 3)

تسکین قلب کا ذریعہ

بایں ہمہ قرآن مجید اور بخاری شریف کا درس آپ اس حالت میں بھی برابر دیتے رہے۔ جو آپ کی روح کی غذا اور دل کی تسکین کا واحد ذریعہ تھا۔ وسط جنوری 1914ء میں آپ بہت رات گئے پیشاب کے لئے کھڑے ہوئے تو سینے کے بل دھڑام سے گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد زمین سے اٹھنے کے قابل ہوئے۔ بایں ہمہ اپنے پیارے خدا کے پیارے کلام کو سنانے میں ناغہ نہیں ہونے دیا اور درس کے لئے تشریف لے آئے۔ دراصل یہ آپ کی مرض الموت کا آغاز تھا۔

(الفضل 14 جنوری 1914ء ص 1)

دوران درس آپ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں درس کا یہ دور ختم کرلوں اور بڑی خواہش ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے ترجمہ انگریزی جو کیا ہے اس کے نوٹ سن لوں کچھ سن بھی چکا ہوں مگر میری دم بہ دم طاقت کم ہوتی جاتی ہے کہاں میں تم کو بیت میں جا کر پھر مدرسہ میں جا کر قرآن سناتا تھا پھر میں اٹھ کر سناتا تھا مگر اب یہ بھی طاقت نہیں اب بیٹھنے پر مجبور ہوں۔

(الفضل 11 فروری 1914ء ص 13)

7 فروری 1914ء کو پیاس کی تکلیف رہی۔ اس دن بہت سے احباب عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ اس دن انگریزی ترجمہ کے بیس پارے کے نوٹ ختم ہو گئے۔ اس کی طباعت کے اخراجات کے لئے آپ نے خود تحریک کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 502)

اس کے بعد کمزوری بہت زیادہ ہوگئی۔ مگر اسی عالم میں 14 فروری کو فرمایا بول تو میں سکتا ہوں خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ میں قرآن مجید سنادوں۔

(الفضل 18 فروری 1914ء ص 1 کالم 1)

27 فروری کو آپ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی میں منتقل ہوئے اور اسی روز سے آپ نے بدستور قرآن مجید کے نوٹ سننے شروع کئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور پچیسواں پارہ ختم ہوگیا ہے۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ تیرا فضل تیرا کرم۔ پھر فرمایا مجھ پر تو خداتعالیٰ کی رحمت کے عجیب عجیب بادل چڑھتے ہیں اور مجھ پر برستے ہیں۔ اس بہار کی پھوہار کو میں ہی سمجھتا ہوں۔

(الحکم 7 مارچ 1914ء)

آخری وصیت

4 مارچ 1914ء کو نماز عصر کے بعد حضرت خلیفہ اول کو یکا یک ضعف محسوس ہونے لگا۔ اسی وقت آپ نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو قلم دوات لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ قلم دوات اور کاغذ لے آئے اور آپ نے لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور جو وصیت لکھی اس میں فرمایا قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ (الحکم 7 مارچ 1914ء ص 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا یہی طرز عمل اور یہی وصیت تھی جس نے آئندہ جماعت احمدیہ میں درس قرآن کو ہمیشہ کے لئے جاری کردیا۔

آپ نے وفات سے پہلے اپنی بیٹی امۃ الحی صاحبہ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میاں (بشیر الدین محمود احمد صاحب) سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں بھی درس دیا کریں۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 512)

چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مصلح موعود نے عورتوں میں الگ درس کا بھی اہتمام فرمایا اور ایم ٹی اے تو بالواسطہ یا بلاواسطہ درحقیقت قرآن کریم کی تعلیمات اور درس کے لئے وقف ہے۔

صادقانہ محبت کے نظارے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جس طرح عملی نمونہ سے جماعت کے دل میں قرآن کی محبت پیدا کی اس کا ایک نظارہ امرتسر کے ایک صاحب قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے اور چند دن قیام کرکے واپس چلے گئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور جماعت کا نہایت قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات پر ایک تفصیلی بیان دیا۔ جس سے حضرت خلیفہ اول اور آپ کے عہد خلافت کی قادیان پر بہت تیز روشنی پڑتی ہے۔ مسٹر محمد اسلم نے لکھا:

عالم ...... کی خطرناک تباہ انگیز مایوسیوں نے مجھے اس اصول پر قادیان جانے پر مجبور کیا کہ احمدی جماعت جو بہت عرصے سے یہ دعویٰ کررہی ہے کہ وہ دنیا کو تحریری وتقریری جنگ سے مغلوب کرکے (دین) کا حلقہ بگوش بنائے گی۔ آیا وہ ایسا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا۔ مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینہ دل میں صداقت (دین) کا ایک ایسا زبردست جوش ہے۔ جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعہ ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیض یاب کررہا ہے۔ اگر حقیقی (دین) قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہوگیا ہے...... مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے۔ وہ متحدہ طور پر آجکل کے تندرست وقوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔

عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا۔ تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشہ میں سرشار پایا گیا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے قادیان میں دیکھی کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی بیت میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی (بیوت) میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتیٰ کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین (منظر) پیدا کررہی تھی۔ گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدسیوں کے گروہ درگروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کرکے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہے۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔

(بدر 13 مارچ 1913ء ص 6 تا 9)

مشاہیر کا خراج عقیدت

حضور کی وفات پر مشاہیر نے آپ کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے درس قرآن کا خصوصی تذکرہ کیا۔

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار (لاہور) نے لکھا۔ آپ نے متعدد کتابیں (دین) کی تائید میں لکھیں اور متانت کے ساتھ معترضوں کو دندان شکن جواب دیئے اور بعض تصانیف میں بڑی تحقیق و تدقیق کا ثبوت بہم پہنچایا۔ سب سے زیادہ شہرت و عزت اپنی جماعت میں آپ کو قرآن شریف کے (حقائق) ومعارف کی تشریح کے باعث حاصل ہوئی۔ جس میں آپ علوم جدیدہ وتازہ تحقیقات فلسفیہ پر نظر رکھتے تھے اور (دین) کو فطرت کے مطابق ثابت کرتے تھے۔

(الفضل 18 مارچ 1914ء ص 2 کالم 3)

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ایڈیٹر الھلال (کلکتہ) نے لکھا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی وہ علامہ دہر تھے جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گزری، ہر مذہب وملت کے خلاف (دین) کا رد آپ نے آیات قرآن سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا"۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 523)

کلمات طیبات حضرت خلیفۃ المسیح الاول

جماعت احمدیہ کے اصول

1۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنی عبادت میں وحدہٗ لاشریک۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ جو مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ وہ آدمیوں کو نیک ترغیبیں دیتے رہتے ہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی سب کتابیں برحق ہیں۔ جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

4۔ اللہ تعالیٰ کے سب رسول ہیں جو اس نے بھیجے، سب سچے تھے۔ ہم کسی کا ان میں سے انکار نہیں کرسکتے۔

5۔ حضرت محمد رسول اللہ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جن کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ وہ خاتم النبیین اور ان کی کتاب قرآن کریم جامع کتب الٰہیہ ہے۔

6۔ تقدیر کا مسئلہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو قبل اس کے پیدا کرنے کے جانتا (ہے)۔ نیکی و بدی دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ہر ایک کو انسان علیحدہ علیحدہ دیکھ لے گا۔

7۔ بعد الموت قبر و حشر پل صراط دوزخ اور بہشت کے حالات جو اللہ تعالیٰ نے الکتاب المجید میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ سب سچ ہیں اور مومن کے لئے ضروری ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج نیک اخلاق کے ادا کرنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے۔ مومن کے ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نظر آوے۔ اور طرح طرح سے مخلوق الٰہی کو نفع پہونچاوے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی ہرگز ہرگز نہ کرے کسی مذہب کے کسی بزرگ کو برا نہ کہے۔

صحابہ کرام اور تابعین کا زمانہ بابرکت تھا ان میں جو ائمہ اور بزرگ مشہور ہیں ان کو خصوصیت سے برا نہ کہے۔ استغفار لاحول درود شریف اور الحمد وظیفہ رکھو۔

(الحکم 14 دسمبر 1909ء ص 8-7)

دین کو بلاواسطہ خود سمجھ کر یقین کرو

ایک موقعہ پر ایک نوجوان کو خطاب کر کے فرمایا کہ قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے اور عمل میں ترقی کرو۔ بالواسطہ (دین) کو سچا مذہب قرار نہ دو۔ بلکہ بلاواسطہ خود سمجھ کر یقین کرو۔ (دین) کی تجلی دیکھ لو۔

اس نصیحت سے آپ کی عام خواہش یہ ہے کہ قرآن کریم پر ہم تدبر کریں اور اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھیں اور اس پر عمل کر کے اس کے ثمرات کو چکھیں۔ ہمارے لئے (دین) قصہ نہ ہوا مر واقعہ ہو۔

(الحکم 7 نومبر 1909ء ص 7 کالم نمبر 3)

استغفار

''استغفار تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ استغفار کی بہت کثرت کرو''۔

امام ابن حزم کا اعلیٰ مقام

''لوگ تو ابن حزم کی کتابوں کو معمولی ہی سمجھتے ہیں لیکن ہم تو ابن حزم کی کتابوں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ حقیقتاً ابن حزم بڑا آدمی ہے۔ ابن حزم چار سو کتابوں کا مصنف ہے۔ ابن حزم نے اپنی ایک کتاب مداواۃ النفوس میں لکھا ہے کہ شیطان نے جن ہتھیاروں کے ذریعہ سے انسان کا شکار کیا ہے۔ ان میں سے ایک زبردست ہتھیار یہ بھی ہے کہ آدمی ناصح کی نصیحت پر اس کو یہ جواب دے کہ فلاں شخص بھی تو یہ کام کرتا ہے۔ میں بھی اگر کرتا ہوں۔ تو کیا حرج ہے۔ یہ جواب سن کر ناصح کو پھر آگے کہنے کی گنجائش نہیں رہتی''۔

(الحکم 14/اپریل 1909ء ص 14 کالم نمبر 1)

لفظ ملت کی معرفت

''کسی خاص قسم کی تعلیم جو کسی نبی کے ذریعہ سے دنیا میں شائع ہو۔ اس کو ملت کہتے ہیں۔ ملت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی نہیں ہوتی۔ مثلاً ملت اللہ کبھی نہیں بولا جاتا۔ جیسے ملت ابراہیم بولا گیا ہے''

(الحکم 14/اپریل 1909ء ص 13 کالم نمبر 4)

عربی کے قادر الکلام متقدمین

زبان عربی میں وسعت اور قادر الکلامی رکھنے والے متقدمین چار شخص ہیں۔ اول امام غزالی، دوم صاحب تفسیر کبیر (امام رازی) سوم۔ بوعلی سینا، چہارم شیخ محی الدین ابن عربی۔ ان چاروں شخصوں کو زبان عربی پر بڑی قدرت اور وسعت حاصل ہے۔

(الحکم 14 جون 1909ء ص 6 کالم نمبر 3)

احمد فارس

سرّ اللیال کے مصنف کا نام احمد فارس مشہور ہے۔ وہ پہلے عیسائی تھا۔ زبان عربی کے شوق سے اس کو اسلام نصیب ہوا۔ اس کتاب (سرّ اللیال) کی دو جلدیں بارہ سو صفحہ کی لکھیں۔ ایک جلد فرانس میں لکھی، دوسری مالٹا میں، یہ شخص ترکی، عربی، فرنچ، انگریزی چاروں زبان کو کامل طور سے جانتا ہے۔ اس کتاب میں عربی زبان کو سب سے برتر ثابت کیا ہے۔ بعض مقامات پر جب دعویٰ سے لکھتا ہے۔ تو مزا آجاتا ہے۔ ایک جگہ کہتا ہے کہ میں نے فرانس اور انگلستان کے تمام مشہور مشہور ادیبوں سے کہا۔ کہ میں ایک مسجع عبارت پیش کرتا ہوں۔ ذرا اس پر دو چار سطریں نثر مسجع کی لکھ دو۔ کسی سے بھی ممکن نہ ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ میں تو عربی میں ہزاروں ہزار شعر لکھ سکتا ہوں''

(الحکم جلد 14 جون 1909ء ص 6 کالم نمبر 2)

آرام جان

دعا گو اپنا ہر پیر و جواں ہے
دعا میں ہی ہمیں آرام جاں ہے
ہمارا حافظ و ناصر ہے مولا
ہمارے سر پہ دستِ مہرباں ہے

جماعت کا خدا خود پاسباں ہے
خلافت اک مقدس سائباں ہے

خلافت نعمت عظمیٰ ہے پیارو
یہ بات اچھی طرح دل میں اتارو
رہے ہر حال میں دیں ہی مقدم
نہ دنیا میں بہت پاؤں پسارو

ہے جو کچھ بھی یہاں وہ امتحاں ہے
خلافت اک مقدس سائباں ہے

اندھیرے چھٹ گئے سارے کے سارے
چراغاں ہو گیا دل میں ہمارے
سکینت بخش دی ہر دل کو عرشی
نصیب اپنے خلافت نے سنوارے

ا۔ع۔ ملک

مکرم راجہ بصیر احمد ابصار صاحب

خلافت احمدیہ کی تاریخ اور برکات

خلافت کے لغوی معنی کسی کی قائمقامی اور جانشینی کرنا۔ کسی کی نیابت کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جوظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

بشری تقاضوں کے پیش نظر انبیاء کی جسمانی زندگی محدود ہوتی ہے، جبکہ خداتعالیٰ کے قائم کردہ نظام اور سلسلہ نے ایک مقررہ مدت کو پورا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا خداتعالیٰ انبیاء کی وفات پر ایک دوسرا ہاتھ دکھاتا ہے اور اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتا ہے اور اپنے نیک اور پاکباز بندوں کو اپنے ان برگزیدہ انبیاء کا جانشین مقرر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے (۔) (خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 304)

حضرت مسیح موعود اپنے مقصد کو پورا کر کے 26 مئی 1908ء کو اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ نے الٰہی پیش خبریوں کی بناء پر اپنی وفات سے متعلق ذکر کر کے آنے والے وقت کے متعلق یہ خوشخبری بھی دی:

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔........... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ ....

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔‘‘

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 305)

چنانچہ اسی الٰہی منشاء کے موافق 27 مئی 1908ء کو قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا جو خلافت احمدیہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور جس کے مظہر اول حضرت حکیم مولوی نورالدین، خلیفۃ المسیح الاول قرار پائے۔

اس وقت ہم خلافت احمدیہ کے پانچویں دور سے گزر رہے ہیں اور خلافت احمدیہ کے ہر دور کے واقعات نے بزبان حال یہ گواہی دی ہے کہ ہمیشہ خوف کی حالت کو امن سے تبدیل کیا گیا ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت احمدیہ کے ان پانچوں ادوار کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جائے۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الاول

حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو خلیفۃ المسیح الاول منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور وہ خطرات جو حضرت مسیح موعود کی وفات سے پیدا ہوئے تھے، ان کو خداتعالیٰ نے دور فرما دیا۔

آپ کے بابرکت دور خلافت میں جماعت احمدیہ کو کئی پہلوؤں میں تقویت اور ترقی نصیب ہوئی۔ بیت نور، تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر، بیت اقصیٰ اور نور ہسپتال کی توسیع کا کام بھی آپ کے دور کی یادگار ہے۔ قادیان میں مرکزی لائبریری کی بنیاد پڑی۔ باقاعدہ درس القرآن کا آپ کو شغف تھا۔ اٹھوال (ضلع گورداسپور) کا پورا گاؤں احمدی ہو گیا۔ بنگال میں سینکڑوں افراد نے بیعت کی۔ سرحد اور حیدرآباد دکن کے باثر طبقے میں جماعت کا اثر و نفوذ بڑھا۔ مالا بار میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس اور بعض بیرونی ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔

تمکنت دین کے حوالے سے مربیان کرام کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی کام مدرسہ احمدیہ کی باقاعدہ طور پر بنیاد اور جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن انگلستان میں قائم ہوا۔ آپ ہی کے بابرکت دور میں درج ذیل جماعتی رسائل اور اخبارات کا اجراء بھی ہوا۔ اخبار نور، اخبار الحق، رسالہ احمدی، احمدی خاتون، اخبار پیغام صلح اور اخبار الفضل۔

یہ بابرکت دور 13 مارچ 1914ء تک جاری رہا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

14 مارچ 1914ء سے شروع ہونے والا یہ باون سالہ دور ہر قسم کی برکات سمیٹے ہوئے تھا۔ جس پہلو پر بھی نظر اٹھائی جائے، وہ برکتوں سے معمور نظر آتا ہے۔ اسی دور میں خوف کے بے شمار وقتوں کو امن میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ خواہ وہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات سے پیداشدہ حالات ہوں، خلافت کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے فتنے اور مسائل ہوں، غیر مبائعین کے خزانہ خالی کر جانے سے پیدا شدہ کیفیت ہو، مقامی حکومتوں کی پشت پناہی پر مبنی مخالفت کی آگ ہو، مخالفین اور معاندین کی چلائی گئی تحریکات ہوں، ملک کی تقسیم سے پیداشدہ مسائل اور ہجرت کا معاملہ ہو، بے آب و گیاہ وادی میں نیا مرکز بسانا ہو۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی خداداد قیادت اور راہنمائی کی بدولت یہ تمام خطرات دیکھتے ہی دیکھتے ہوا بن کر اڑ گئے اور خداتعالیٰ بار بار اپنے مومنین کی جماعت کے لئے ان خوف کے حالات کو امن میں بدلتا رہا۔

آپ کے ذریعہ سے ہی حضرت مسیح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود ظہور میں آئی اور بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

اسی بابرکت دور میں جماعت احمدیہ کو یورپ میں پہلا خدا کا گھر یعنی بیت الذکر بنانے کی توفیق عطا ہوئی۔ مختلف ممالک میں مربیان کا باقاعدہ نظام بھی آپ ہی کے دور میں شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے جاری کردہ درس القرآن کا حلقہ مزید وسیع کر کے خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ درس شروع کیا۔ یہی درس بعد میں کتابی شکل میں تفسیر کبیر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ جسے کئی غیراز جماعت علماء نے بھی سراہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کا سلیس اور بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا اور اس کے ساتھ ضروری مقامات پر تفسیری نوٹ بھی لکھے۔ یہ ترجمہ بھی تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ ہی کے دور میں جماعت کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام عمل میں آیا۔ بعد میں جماعتوں میں عہدیداروں کے انتخاب اور ان کی نگرانی کا نظام قائم فرمایا۔ تحریک جدید اور وقف جدید کا قیام بھی آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس کے شیریں ثمرات رہتی دنیا تک حاصل ہوتے رہیں گے۔ اسی کے باعث آج تمام دنیا میں دین حق کا پیغام اور اشاعت کا کام جاری وساری ہے۔

آپ کا ایک اور احسان عظیم انتخاب خلافت کمیٹی کا قیام ہے۔ جس کے ذریعہ سے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کا مرحلہ نہایت خوش اسلوبی سے طے ہوتا رہا ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی تھی کہ اگر اس طریق پر خلیفہ منتخب ہوگا تو اگر حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ پیشگوئی بعد میں ایک سے زیادہ مرتبہ بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

1922ء سے باقاعدہ مجلس مشاورت کا آغاز ہوا۔

نئے مرکز احمدیت ربوہ کا قیام بھی آپ کا ایک تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے۔ ایک بے آب و گیاہ وادی کو آباد کرنا اور پھر ایک ایسا مرکز بنانا جہاں سے کل عالم میں دعوت الی اللہ کے کام کا نظم و نسق چلایا جائے، صرف آپ ہی کے حوصلے اور ہمت کا کام تھا جسے خداتعالیٰ نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ ایسی برکت بھی عطاء فرمائی کہ آج عالم میں احمدیت کا بول بالا ہو رہا ہے۔

مختلف دینی خدمات کے علاوہ عوام کی عمومی مدد اور راہنمائی، مثلاً قیام پاکستان، کشمیریوں کے حقوق، فلسطین کا مسئلہ، پاکستان کے اندرونی، سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل کے حل کے لئے آپ نے بے شمار کام کیا۔

آپ کی وفات 8 نومبر 1965ء ہوئی۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات کے بعد انتخاب خلافت کمیٹی کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالی۔

1974ء کے پرآشوب دور میں پاکستان بھر میں

جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہو گئے، مگر ہر طرح کے ظلم وستم کے باوجود، جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے انتخاب خلافت کمیٹی کے ذریعہ آنے والے خلیفہ کے لئے پیشگوئی کے رنگ میں یہ خبر دی تھی کہ اگر حکومتیں بھی خلیفہ سے ٹکر لیں گی تو پارہ پارہ ہو جائیں گی، بڑی شان سے پوری ہوئی اور بالآخر وہ حکومت ٹوٹ کر پارہ پارہ ہوگئی۔

آپ کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعود کے کئی عظیم الشان الہامات اور پیشگوئیاں پوری ہوئیں، جن کا مختصراً ذکر ذیل میں ہے:

نافلہ موعود: حضرت مسیح موعود نے جہاں مصلح موعود کی پیشگوئی فرمائی تھی، جو پوری شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی، وہاں ایک نافلہ موعود کی خبر بھی دی تھی۔ یہ پیشگوئی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وجود سے پوری ہوئی اور آپ کے عظیم الشان کارنامے اس پر شاہد ہیں۔

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ گیمبیا کے احمدی گورنر جنرل مسٹر ایف ایم سنگھاٹے کی درخواست پر حضرت مسیح موعود کے ایک کپڑے کا تبرک انہیں دیا گیا، جس کے ذریعہ یہ پیشگوئی ایک رنگ میں پوری ہوئی۔

علم اور معرفت میں کمال۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے 1979ء میں فزکس میں نوبیل انعام حاصل کرکے اس پیشگوئی کو ایک رنگ میں پورا فرمایا۔

آپ نے اپنے بابرکت دور میں کئی تحریکات جاری فرمائیں جو کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور بعض اب تک بھی جاری وساری ہیں۔ مختصراً چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

وقف عارضی

کچھ وقت تعلیم وتربیت کے لئے وقف کرنے کی خاطر یہ تحریک فرمائی گئی، جس سے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد نے فائدہ اٹھایا۔ نہ صرف دوسروں کی تربیت بلکہ خود اپنی تربیت اور اصلاح کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی۔ اس کے نتیجے میں جماعت کی دینی تعلیم اور تربیت کا نظام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

نصرت جہاں سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جب پہلی مرتبہ مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا تو دعوت الی اللہ کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور حضور نے نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کا اجراء فرمایا جس کے تحت ایک لاکھ پونڈ جمع کرنے کی تحریک فرمائی گئی۔ اس کے تحت احمدی ڈاکٹر اور اساتذہ افریقہ میں ڈسپنسریاں، ہسپتال اور سکول قائم کرکے اہل افریقہ کی بےلوث خدمت کر رہے ہیں۔

صد سالہ جوبلی

جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر خدا تعالیٰ کے حضور، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے شکر گزاری کے طور پر ایک منصوبے کا اعلان فرمایا، جس کے تحت قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی زبانوں میں تراجم، بیوت الذکر کی تعمیر، اشاعت دین کی خاطر لٹریچر اور کتب کی اشاعت، غرباء اور مساکین کے لئے رہائشی منصوبے شامل ہیں۔ آپ کے دور کا اہم واقعہ 1978ء کو لندن میں منعقد ہونے والی کسر صلیب کانفرنس تھی۔ اس میں دنیا بھر سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے تحقیقی اور علمی مقالے پڑھے۔ سپین کے علاقے پیدروآباد میں ساڑھے سات سو سال کے بعد بیت بشارت کا سنگ بنیاد رکھا جانا بھی آپ ہی کے دور کا ایک اور اہم واقعہ ہے۔ آپ کے دور خلافت کے آخری جلسہ سالانہ پر حاضری کی تعداد دو لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ یہ بابرکت وجود سترہ سال تمام مخلوق کو فیض پہنچا کر بالآخر 8-9 جون 1982ء کو ہم سے جدا ہو گیا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

10 جون 1982ء کو حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع کے متمکن خلافت ہونے سے دینی مساعی میں تیزی اور چستی پیدا ہوگئی۔ شدید مخالفانہ حالات میں خلیفہ وقت کے لئے پاکستان میں رہ کر تمام دنیا کی راہنمائی کرنا اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے رابطے اور ہدایات دینا ممکن نہیں رہا تھا، لہٰذا آپ نے ہجرت کا فیصلہ کیا اور آپ معجزانہ طور پر خدائی تصرف اور نصرت کے ساتھ بحفاظت لندن تشریف لے گئے۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں اگرچہ جماعت احمدیہ پر مظالم کے پہاڑ گر پڑے لیکن اپنے اولوالعزم امام کی قیادت اور راہنمائی میں جماعت احمدیہ ترقی کی منازل طے کرتی گئی اور اس کی تعداد لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں ہوگئی۔ جماعت احمدیہ دنیا کے 175 ممالک میں پھیل گئی۔ جماعت احمدیہ کا بجٹ بھی کروڑوں روپے تک پہنچ گیا۔ دوسری طرف حضرت مصلح موعود کی وہ پیشگوئی جو آپ نے انتخاب خلافت کمیٹی کے حوالے سے کی تھی، ایک دفعہ پھر اپنی شان و شوکت سے پوری ہوئی۔

پیدروآباد سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی بیت بشارت (جس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے رکھا تھا) کا افتتاح آپ ہی نے فرمایا۔ آپ ہی کے دور میں جماعت احمدیہ کو آسٹریلیا میں پہلی بیت الذکر بنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خلافت رابعہ کا سب بڑا تحفہ احمدیہ ٹیلیویژن ہے۔ جماعت احمدیہ کی دینی، روحانی اور تربیتی پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے یہ ٹیلیویژن چینل ہر قسم کی بیہودگی، فحاشی اور غیر اخلاقی آلائشوں سے پاک ہے۔ بہت سے غیر از جماعت افراد باوجود اختلاف مذہب کے، انہی خوبیوں کی بناء پر اس چینل کو پسند کرتے ہیں۔

آپ کے بابرکت دور خلافت میں بے شمار بیوت الذکر کی تعمیر وحصول کے علاوہ 57 اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات اور احادیث کے تراجم، لاتعداد لٹریچر اور رسائل وغیرہ شائع ہوئے۔ آپ کے دور میں افریقہ کے دو بادشاہوں کے احمدیت میں داخل ہو جانے سے حضرت مسیح موعود کا الہام بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ایک دفعہ پھر اپنی شان وشوکت سے پورا ہوا۔

آپ کے دور میں ایک اہم کارنامہ عالمی بیعت ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کے مسند خلافت پر متمکن ہو جانے پر دعوت الی اللہ کے کام میں تیزی آگئی تھی اور احمدیہ ٹیلیویژن کے قیام کے ساتھ اس کام میں مزید آسانی اور ایک نیا جذبہ پیدا ہوگیا چنانچہ آپ نے الٰہی تصرف کے تحت عالمی بیعت کی تحریک فرمائی۔ جلسہ سالانہ برطانیہ پر ہر سال جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے نومبائعین خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایک بلند پایہ مصنف، مقرر اور شاعر بھی تھے۔ جماعتی تعلیم وتربیت کے ضمن میں خطبات وتقاریر کے علاوہ آپ کے درس القرآن، مجالس سوال و جواب، مجالس علم وعرفان اور دیگر علمی وادبی کلاسز، آپ کے علمی شاہکار، وسعت علمی اور وسعت نظری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم الادیان کے ساتھ ساتھ علم الابدان کے شعبہ ہومیوپیتھی میں بھی آپ کو کمال ملکہ حاصل تھا۔ تمام دنیا سے مریض آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور تجربہ شدہ نسخہ کے ساتھ ساتھ مقبول دعا سے بھی فیضیاب ہوتے۔ آپ کی مایہ ناز تصنیفات میں۔

قرآن کریم کی سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹ کے ساتھ ترجمہ قرآن۔ مذہب کے نام پر خون۔ وصال ابن مریم۔ کلام طاہر۔ ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل۔

Response to Contemporary Issues.

Revelation,Rationality.............

شامل ہیں۔

آپ کی جاری کردہ تحریکات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

وقف نو

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کے بابرکت دور میں دعوت الی اللہ کا کام بڑھنے کی وجہ سے نومبائعین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا تھا۔ حضور نے آئندہ زمانے میں تعلیم وتربیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے نقطہ نظر سے افراد جماعت کو اپنی پیدا ہونے والی اولاد کو دین کی راہ میں وقف کرنے کی تحریک فرمائی، جس پر تمام جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔

سیدنا بلال فنڈ

خدا تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے والے شہداء اور قید وبند کی صعوبتیں کاٹنے والے اسیران کے ورثاء کی کفالت کے لئے یہ فنڈ جاری فرمایا۔

مریم شادی فنڈ

غرباء کی بچیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے یہ تحریک حضور نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمائی تھی۔

اس کے علاوہ بوسنیا اور صومالیہ کے متاثرین، حبشہ کے قحط زدگان اور افریقہ کے کئی فاقہ زدہ ممالک کے لئے مالی امداد کی کئی تحریکات جاری فرمائیں۔ ایسی ہی ایک تحریک خدام الاحمدیہ برطانیہ کی زیر نگرانی Humanity First کے نام سے تمام دنیا میں متاثرہ مقامات پر امداد پہنچا رہی ہے۔ آپ کا یہ بابرکت دور 19 اپریل 2003ء تک جاری رہا۔

دور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

یہ بابرکت دور 22 اپریل 2003ء کو شروع ہوا۔ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی دیار غیر میں وفات جماعت کے لئے ایک خوف کا مقام رکھتی تھی لیکن دوسری طرف خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت کے ساتھ جماعت اب اپنی بلوغت کی عمر کو بھی پہنچ چکی تھی، جہاں خلافت کی اہمیت، مقام اور مرتبہ اس کے مزاج میں رچ بس چکا تھا۔ چنانچہ تمام الٰہی تصرفات کے تحت انتخاب خلافت کمیٹی نے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ بھی ہوا جس نے فوری طور پر تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے دلوں سے خوف کی چادر کو فوراً دور کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی عام بیعت لینے سے قبل بیت فضل لندن میں کھڑے احباب سے بیٹھنے کو فرمایا۔ جونہی یہ آواز بیت سے باہر کھڑے ہزاروں احباب تک پہنچی وہ فوراً ہی لندن کی ٹھٹھرتی سردی میں ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گئے۔

ہم خوش قسمت خلافت خامسہ کے اس بابرکت دور میں سے گزر رہے ہیں۔ روز اول سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے خلفاء کے جاری فرمودہ تمام تعلیمی، تربیتی اور دعوت الی اللہ کے پروگراموں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔ جماعت کی اندرونی تربیت اور نظام

جماعت کی مضبوطی کی طرف آپ کی گہری نظر ہے۔
آپ کے بابرکت دور میں احمدیہ ٹیلیویژن کے دوسرے اور تیسرے چینل کا آغاز ہوا ہے۔ آپ ہی کے بابرکت دور میں قادیان دارالامان اور زمین کے کنارے فجی سے پہلی مرتبہ احمدیہ ٹیلیویژن کی نشریات تمام عالم کے لئے نشر کی گئیں اور حضرت مسیح موعود کا یہ الہام میں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ایک نئی شان کے ساتھ پھر پورا ہوا۔
اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات ونصرت کا سایہ آپ پر واضح طور پر موجزن نظر آتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود کے ذریعہ پہلے ہی الہاماً خبر دی جا چکی تھی

انی معک یا مسرور
اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

آپ نے نومبائعین کی تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے اور دنیا بھر میں بیوت الذکر کے قیام کے لئے تحریکات فرمائی ہیں۔ آپ نے متعدد ممالک کے دورے فرمائے ہیں اور جماعت کی ہر میدان میں رہنمائی فرمائی ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں برکت دے اور دین کے کاموں میں روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور آپ کی بابرکت خلافت کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔ آمین
خلفاء احمدیت کے چنیدہ واقعات کے علاوہ مجموعی طور پر جماعت احمدیہ کو اور بھی بے شمار برکات نصیب ہیں چند ایک کا ذکر کرنا نہایت اہم ہے۔
چونکہ جماعت کے مفہوم میں وحدت کا عنصر نہایت نمایاں ہے جو کبھی بھی ایک صاحب الامر کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی مثال ہمیں تقریباً ہر دور میں نظر آتی ہے جہاں بعض جماعتیں موجود ہوتی ہیں لیکن کوئی بھی صاحب الامر موجود نہیں ہوتا لہٰذا ان کا جماعت ہونا صرف نام کی حد تک ہی ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو نہ صرف ایسا ایک صاحب الامر وجود عطا ہے بلکہ وہ وجود خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہے اور اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کو وہ وحدت نصیب ہے جو ایسے عالمی بھائی چارے اور اخوت کا رنگ رکھتی ہے جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ اس کے بے شمار مناظر مختلف جلسہ ہائے سالانہ پر بخوبی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں، جہاں بغیر جان پہچان کے صرف باہمی اخوت کی بناء پر ایک دوسرے کو سکھ، آرام پہنچا کر خدمت کی جاتی ہے۔
یہ اسی خلافت کی برکت ہے کہ آج جماعت احمدیہ دنیا کے 185 ممالک میں پھیل چکی ہے۔
یہ بھی خلافت کا ہی فیضان ہے کہ آج جماعت احمدیہ دوسرے معاشرے میں رائج بے ہودہ رسم و رواج سے محفوظ اور پاک ہے۔
اور یہ بھی تو خلافت ہی کی بے پایاں شفقت اور عطا ہے کہ ایسا وجود جس کا زندہ خدا سے تعلق ہے اور مقبول دعاؤں کی توفیق اسے حاصل ہے، افراد جماعت احمدیہ کے دکھ درد دور کرنے کے لئے ہر لحاظ سے کوشاں رہتا ہے۔
پس اے جماعت احمدیہ کے وجود کی سرسبز شاخو! آج جبکہ ہم احمدیت کی دوسری صدی میں خلافت احمدیہ کے پانچویں دور میں فتوحات کے نظارے دیکھتے ہوئے شاہراہ غلبہ دین حق پر قدم بڑھاتے جا رہے ہیں تو اپنے ان عہدوں کو بھی تازہ کریں کہ ”میں خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔“ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کا پُر حکمت روحانی پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی ہی حکمت سے صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے استقبال کے لئے دعاؤں کا انتخاب کیا ہے 27 مئی 2008ء کو خلافت کے قیام پر سو سال پورے ہو رہے ہیں۔

سورۃ فاتحہ

کم از کم سات مرتبہ غور کر کے پڑھنے کا ارشاد ہے سورۃ فاتحہ کے متعلق حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ میں رقم فرمایا ہے ''(الحجر آیت :88) یعنی ہم نے تجھے اے رسول سات آیتیں سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہیں جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہیں اور ان کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اس جہت سے اس سورۃ کا نام ام الکتاب اور سورۃ الجامع ہے۔ ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اس سے مستخرج ہوتے ہیں اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا۔ غرض قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول ص 580 تا 581)

حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ میں سورۃ فاتحہ کے بڑے عظیم الشان معارف بیان فرمائے ہیں۔ آپ اکثر سورۃ فاتحہ پر گہرا غور و خوض فرمایا کرتے تھے اور نئے نئے معارف بیان فرماتے تھے جو متفرق طور پر روحانی خزائن میں آ گئے ہیں۔ آپ کی تقلید اور متابعت میں آپ کے خلفاء کے ذریعہ بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہاں بطور نمونہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نہایت مختصر دعائیہ تفسیر میں سے بھی کچھ حصہ پیش ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسان کو زندگی کے ہر موڑ پر سورۃ فاتحہ کی دعاؤں کی حاجت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ 1975ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا ''ہماری دعائیں سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتی ہیں۔ سورۂ فاتحہ جو کہ پہلی سورۃ ہے اس میں اتنی زبردست دعائیں اور اتنی وسیع دعائیں ہیں کہ ان کی وسعتوں میں تو اس مختصر سے وقت میں مَیں نہیں جا سکتا لیکن اس وقت کی دعا بہرحال سورۂ فاتحہ سے ہی شروع کرتا ہوں۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات کا ذکر ہے.............. سورۃ فاتحہ میں یہ ذکر ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات ہیں ان صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ ان صفات کے جلووں کے نتیجہ میں انسان کو بہت سی طاقتیں اور استعدادیں حاصل ہوتی ہیں اس لئے ایاك نعبد میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ خدا سے یہ دعا کرو کہ اے خدا جو قوتیں اور استعدادیں تو نے دی ہیں انہیں احسن اور بہتر رنگ میں استعمال کرنے اور ان استعدادوں سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کی ہمیں توفیق عطا فرما اور چونکہ انسان ہمیشہ کی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ایاك نستعین یعنی اے خدا جو کچھ تو نے دیا ہے اس سے جب ہم پورا فائدہ اٹھا لیں تو وہ ہماری آخری منزل تو نہیں اس کے بعد مزید منزلوں نے آنا ہے پس ان کے لئے جن نئی استعدادوں اور قوتوں کی ہمیں ضرورت ہو وہ ہمیں عطا کر اور اپنے صراط مستقیم پر ہمیں قائم کر دے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کر لے''۔

(الفضل 21 فروری 1976ء ص 2)

کلمات طیبہ

حضرت مسیح موعود اس کا پس منظر یوں بیان فرماتے ہیں۔

''ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین بار سورۂ یٰسین سنائی جب تیسری مرتبہ سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز جو اب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کا سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالات یاس میں ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے ...... کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک سکھلائی اور وہ یہ ہے:

سبحان اللہ و بحمدہ..........

اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تھا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 208 تا 209)

ان کلمات کو بھی 33 مرتبہ پڑھنے کا ارشاد ہے۔

سورۃ البقرہ کی ایک دعا

کم از کم گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دعا کا انتخاب فرمایا ہے جو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 251 میں مذکور ہے اس کا پس منظر یہ بیان ہوا ہے کہ ایک نبی کی جماعت کو ایسے لشکروں کا سامنا تھا جن کے مقابلے کی وہ بالکل طاقت نہیں رکھتے تھے لیکن اس یقین سے ان کے دل بھرے ہوئے تھے کہ پہلے بھی بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ چکی ہیں بشرطیکہ افراد جماعت ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ریسرچ کے مطابق یہ دعا حضرت داؤد علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کی ہے اور دعا یہ کی گئی ہے کہ اے ہمارے رب! ہم پر قوت برداشت نازل کر اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمیں ثبات قدم عطا کر اور انکار کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ثبات قدم عطا فرمایا اور دشمن کے خلاف ان کی غیب سے مدد کی اور انہوں نے دشمنوں کو شکست دے دی اور چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک مرتبہ اس دعا کے مفہوم کو ان الفاظ میں ادا فرمایا ''اے ہمارے رب! تیری راہ میں جو بھی سختیاں اور آزمائشیں ہم پر آئیں ان کی برداشت کی قوت اور طاقت ہمیں بخش اور سختیوں اور آزمائشوں کے میدان میں ہمیں ثبات قدم عطا کر۔ ہمارے پاؤں میں لغزش نہ آئے اور اپنے اور (دین) کے دشمن کے خلاف ہماری مدد کر اور ہماری کامیابیوں کے سامان تو خود اپنے فضل سے پیدا کر دے''۔ (الفضل 12 جنوری 1969ء ص 3)

سورۃ اٰل عمران کی ایک دعا

سورۃ اٰل عمران کی آیت نمبر 9 میں ایک دعا مذکور ہے ''کہ اے ہمارے رب تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت کے سامان عطا کر یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔''

اس سے پہلے محکم آیتوں اور متشابہ آیتوں کا ذکر چل رہا ہے جن لوگوں کے دل میں کجی ہوتی ہے وہ فتنہ کی غرض سے متشابہ آیات کے مفہوم کو بگاڑ دیتے ہیں اس لئے اس دعا میں دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچانے کے لئے وہاب رب سے مدد مانگی گئی ہے اور یہی وہ دعا ہے جس کی تاکید حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب میں کی گئی کیونکہ خلافت اولیٰ میں ہی منکرین خلافت کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جنہوں نے 1914ء میں خلافت ثانیہ کے موقع پر علیحدگی اختیار کر لی لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کجی نہیں تھی انہیں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم فتنہ سے بچا لیا اور وہ ہمیشہ کے لئے خلافت احمدیہ سے وابستہ ہو گئے۔ اس دعا کی اہمیت کے پیش نظر اسے کم از کم 33 مرتبہ روزانہ پڑھنے کا حکم ہے۔

دشمن کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا

دشمن کے مقابلہ کے وقت احادیث میں سے ایک دعا چنی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تھے تو ان الفاظ میں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں یعنی ہم ان کے شر سے تیری حفاظت میں آتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد) یہ دعا روزانہ کم از کم 11 مرتبہ کرنے کا حکم ہے۔ ہر قسم کے جسمانی اور روحانی مقابلہ کے لئے یہ دعا کارگر ہے۔

توبہ اور استغفار

روزانہ کم از کم 33 بار استغفار کرنے کا حکم ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی بیعت کے الفاظ میں بھی استغفار کی دعا کو تین بار شامل فرمایا نیز شرائط بیعت میں فرمایا ہے۔

بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ.......... حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں

مداومت اختیار کرے گا..........‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص189)

استغفار خداتعالیٰ کی رحمت جذب کرنے کا ذریعہ ہے استغفار عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کی زیادہ تر دعاؤں میں استغفار کا ہی مضمون ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ’’یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص348)

انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے اور خداتعالےٰ کے صدہا احکام کا اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے اور کبھی نفس امارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آجاتی ہیں پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر وہ توبہ اور استغفار کرے تو خدا کی رحمت اس کو ہلاک ہونے سے بچالے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص189۔190)

استغفار کے حقیقی اور اصل معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی ہدایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اول ص192 بحوالہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی مرتبہ: سید داؤد احمد ص667)

استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے، کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا، تو خداتعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص349)

بقول غالب انسان کی تو یہ حالت ہے

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوب برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

پس توبہ اور استغفار ایک روحانی لباس ہے جو انسانی ننگ اور عیوب کو ڈھانپ لیتا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’استغفار تقویٰ کی کمی کو پورا کرتا ہے‘‘۔

(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ص220)

توبہ اور استغفار کے غیر معمولی نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ فرمایا

’’اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں سچی توبہ کرنے سے انسان بالکل معصوم ہو جاتا ہے گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ سچی توبہ کے بعد چاہئے کہ انسان اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف رکھے تا کہ کوئی حزن اور غم اس کے نزدیک نہ ٹپکے کیونکہ اس سے انسان ولی بن جاتا ہے..........خداتعالیٰ جب کسی کو اپنا ولی بناتا ہے تو ہزاروں گناہ اور امراض سے اسے بچاتا ہے نہ صرف اسے بلکہ اس کے اہل وعیال کا بھی کفیل ہو جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ جن مکانوں میں اور زمینوں میں وہ رہتے ہیں ان میں ایک برکت دی جاتی ہے اور ان کے کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے ممکن ہے کہ سابقہ زندگی میں کسی سے صغائر یا کبائر سرزد ہوئے ہوں لیکن سچے تعلق اور صاف معاملہ پر اللہ تعالیٰ کل گناہ بخش دیتا ہے حتیٰ کہ اسے یاد نہیں دلاتا کہ تجھ سے یہ گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ نہ اس کو کہیں شرمندہ ہونے دیتا ہے یہ اس کا فضل اور احسان ہے۔‘‘

(ذکر حبیب ص116)

درود شریف

کم از کم 33 مرتبہ روزانہ پڑھنا صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے دعائیہ پروگرام میں شامل ہے۔ درود شریف پڑھنا قرآن کریم کے احکامات میں سے ایک ایسا حکم ہے جس پر عمل کر کے پاکبازوں نے بڑے بڑے اعلیٰ روحانی مراتب حاصل کئے۔ ہمارے زمانے میں اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود و مہدی معہود کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرتؐ سے والہانہ عشق عطا فرمایا اور آپ بڑی کثرت سے اور دل کی گہرائیوں سے آنحضرتؐ پر درود وسلام بھیجتے تھے اس سلسلہ میں آپ کے چند ذاتی تاثرات پیش ہیں جس سے درود شریف پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

فرمایا ’’ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص598)

پھر فرمایا ’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خداتعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغو الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر 22 ص131) ترجمہ یہ برکات اس درود کی وجہ سے ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے تھے۔

فرمایا ’’ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے اسی ثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ اس محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا۔

..........یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اسی قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص598)

فرمایا ’’پھر بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے

..........درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلے اللہ علیہ وسلم یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور..........اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سِّر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 598)

روزوں کی برکات

اس روحانی پروگرام میں حضور نے ہر ماہ دو نفلی روزوں کی ہدایت فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’میں بچپن سے روزے رکھنے کا عادی ہوں ایک دفعہ بچپن میں روزہ رکھا بیمار ہو گیا مگر اس کے بعد 29 روزے پورے رکھے تکلیف نہیں ہوئی تب میرے لئے خوشی کی عید تھی روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیسا کہ ہر میوے میں جدا ذائقہ ہے ایسا ہی ہر عبادت میں جدا لذت ہے ان عبادات میں روحانیت ہے جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا اگر شوق ہو، تو آرام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے چاہئے کہ عبادت میں انسان کی روح نہایت درجہ رقیق ہو کر پانی کی طرح بہہ کر خدا سے جا ملے‘‘۔

(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ص243،244)

نفلی روزے کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جب کہ ان کا زمانۂ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا.......... اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع واقسام کے مکاشفات تھے۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم ص17`18)

محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام بیت الفضل لندن

نظام خلافت کی ایک عظیم الشان برکت

خلیفۂ وقت کا مہربان وجود

نظام خلافت کی بیشمار نعمتوں میں سے ایک عظیم الشان نعمت یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے وجود میں ساری جماعت کو ایک ایسا دردمند اور دعا گو وجود نصیب ہوتا ہے جو ہر دکھ درد میں ان کا سہارا اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر شریک ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دنیاوی راہنماؤں میں کہاں جن کو ان کے عوام تب یاد آتے ہیں جب انہیں ووٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن خلافت کے بابرکت نظام میں خلیفہ وقت جماعت مومنین کے لئے ہر روز اور ہر وقت ایک رؤف و رحیم باپ کی طرح ہوتا ہے۔ غم کے مارے اس کے آستانہ پر آ کر اپنا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور دعاؤں کے خزانوں سے جھولیاں بھر کر لوٹتے ہیں۔ یہ ایسی نعمت ہے جو آج سوائے جماعت احمدیہ کے دنیا کے کسی اور نظام میں لوگوں کو میسر نہیں۔

کینیڈا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر Gualtieri حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے پہلی بار ملنے آئے تو اس عاجز کو بھی ان سے ملنے کا موقعہ ملا اور میں نے حضور انور کی ذات کے بارہ میں چند باتیں بطور تعارف اپنے انداز میں ذکر کیں، بعد ازاں وہ حضور سے ملاقات کرنے چلے گئے۔ واپس آئے تو انہوں نے اظہار کیا کہ ملاقات کے لئے جاتے وقت میں یہ تاثر لے کر گیا کہ احباب جماعت اپنے خلیفہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہاں جو باتیں ہوئیں ان کے بعد میں یہ کہوں گا کہ احباب جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبت اپنی جگہ لیکن میں اس یقین سے واپس لوٹا ہوں کہ جماعت کا خلیفہ اپنی جماعت کے افراد سے ان سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے۔ کیا سچی اور برحق بات اس پروفیسر نے کہی۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا اور دن رات ان کو دعاؤں پر دعائیں دینے والا، ان کے غم میں گھلنے والا اور ان کی خوشیوں میں پوری طرح شامل وجود کسی نے دیکھنا ہو تو خلیفہ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے! عالم احمدیت سے باہر یہ نعمت آج کسی اور کو نصیب نہیں۔

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایہ رحمت ملا

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار اس کا نقشہ اس طرح کھینچا تھا، فرمایا:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں“۔
(انوار العلوم جلد 2 ص 156)

اسی تسلسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے اپنی قلبی کیفیات اور دعاؤں کا تذکرہ ایک دل گداز رنگ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں پوری کردے۔ اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دور کردے اور حاجتیں بھی پوری کردے“۔
(روزنامہ الفضل ربوہ 21 دسمبر 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور فوراً اٹھے، اندر جا کر ایک کھجور لے کر آئے اور اس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا:

”یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں“۔

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو فرمایا وہ سننے اور یاد رکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دل گداز الفاظ طبیعت میں رقت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا!“

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے:

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نور الدین اعظم“ (رفقاء احمد جلد 8 ص 72,71)

آج بھی خدائے رحمٰن نے اپنے لطف و احسان سے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات میں ایسا مہربان آقا عطا فرمایا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اس محبت سے گلے لگاتا ہے کہ غم بھول جاتا ہے اور دل کی پاتال تک خوشی و مسرت کا بسیرا ہو جاتا ہے۔ خدائے ذوالمنن کا احسان ہے کہ اس نے ایسا خلیفہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو محبت بھری دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ اس کا محبت بھرا سلوک دلوں کو لوٹتا چلا جاتا ہے۔

خلفائے احمدیت کی محبت و شفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ اتنا وسیع اور اتنا دلگداز ہے کہ بیان کا یارا نہیں۔ کاش میرے لئے ممکن ہوتا تو میں دنیا کو بتاتا کہ ہم خلافت احمدیہ کے سایہ میں کس جنت میں دن رات بسر کر رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ کیفیت لفظوں میں بیان کرنے والی نہیں بلکہ ذاتی تجربہ کی روشنی میں محسوس کرنے اور جاننے والی عظیم دولت ہے۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اکناف عالم میں بسنے والے کروڑوں عشاق احمدیت اس بات پر زندہ گواہ ہیں کہ آج نظام خلافت کے سایہ سے بڑھ کر کوئی اور عافیت بخش سایہ نہیں اور خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات اقدس سے محبت، الفت اور فدائیت کی لہریں ہر احمدی کے دل میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہیں۔ خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت کے ساتھ آج کروڑوں احمدیوں کی یہ بے لوث فدائیت اور محبت ایک خداداد دولت ہے جس سے ہر احمدی کا دل مالا مال ہے۔ ہر احمدی کے دل کے جذبات کا ترجمان یہ دعائیہ شعر ہے۔

میرے آقا کی محبت ہو مری روح کی راحت
اس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نظام خلافت اور خلیفہ وقت سے سچی اور مخلصانہ محبت اور فدائیت ہر احمدی کو نصیب کرے کہ اسی سے ہماری روحانی بقاء اور ترقیات وابستہ ہیں۔